تمام کام تو قانون کی راجدھانی میں پورے پاکستان میں، پورے زور و شور کے ساتھ ہو رہے ہیں۔

گزشتہ چند ماہ سے مسٹر نصیر اللہ بابر اور چودھری الطاف گورنر، دینی مدارس، علماء اور دینی ماحول کے خلاف جو زبان درازیاں کر رہے ہیں۔ یہ دراصل امریکی ثقافتی و سیاسی انقلاب کا حصہ ہے۔ جس کے ماؤتھ آرگن یہ "دیسی" ہیں۔ حکومت کے پیش نظر اصل مسئلہ فرقہ واریت نہیں بلکہ علماء کے وجود کا خاتمہ ہے۔ وہ اپنے مذموم مقاصد کی راہ میں علماء کو رکاوٹ سمجھتی ہے۔ علماء کے مسلسل قتل اور مساجد میں دھماکوں کے باوجود لادین نظام کے خلاف مزاحمت صرف علماء اور مدارس میں ہی موجود ہے۔ مصر، الجزائر، ایران، چیچنیا، تاجکستان اور بوسنیا میں قرآن و سنت کا صحیح نمائندہ اور اسلامی تہذیب کا محافظ سنی مسلمان ہی مزاحمت کر رہا ہے۔ جہاد کر رہا ہے۔ یہی جذبۂ جہاد امریکہ کو قبول نہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر یہ ہے کہ دنیا بھر میں اسلامی تحریکوں کے اصل کرداروں کو ختم کر کے "ڈمی" مسلمانوں کو آگے لایا جائے، جو حقیقتاً ان کے اپنے نمائندے ہوں۔ اور صورتاً مسلمانوں کے۔ پاکستان میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے کہ لادینیت کے خلاف مزاحمتی کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھنے والے افراد اور اداروں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی یہود و نصاریٰ دنیا بھر کے مسلمانوں پر جو مظالم اور ستم ڈھا رہے ہیں اس کا ردِ عمل شروع ہو چکا ہے۔ امریکہ اپنے اس ظالمانہ کردار کے خلاف مزاحمتی قوتوں کو بنیاد پرست اور دہشت گرد قرار دیکر انہیں اپنے راستے سے ہٹانے اور دنیا کی رائے عامہ کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود مزاحمت موجود ہے اور دن بدن مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہے۔ پاکستان میں کافرانہ نظام کے خلاف ایک زبردست یُدھ پڑنے والا ہے۔ یہ فطری ردِ عمل ہے اور اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ ان حالات میں پاکستان کے علماء اور دینی قیادت کے مدعیوں کو سوچنا ہو گا کہ مستقبل میں ان کا کیا کردار ہو گا۔ علماء کرام متحد ہو کر اس جہاد کی قیادت کریں۔ اور اپنا منصبی کردار اداء کریں۔

حضرت پیر جی عبدالعلیم اور شیخ امجد حسین کا قتل

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت پیر جی عبدالعلیم اور ان کے ایک دوست شیخ امجد حسین کو ۱۶ جنوری ۱۹۹۵ء کو عشاء کے وقت ان کے گھر کے سامنے فائرنگ کر

کے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت پیر جی ایک ممتاز علمی و دینی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز حضرت حافظ محمد صالح رحمہ اللہ کے پوتے اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز حضرت پیر جی عبداللطیف رحمہ اللہ کے فرزند تھے۔

گزشتہ چند سالوں سے پاکستان میں ایک ہی مسلک کے علماء کا قتل معمول بن چکا ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کا رویہ واضح جانبدارانہ ہے۔ وہ اس قتل و غارت گری میں شریک نہیں تو اس پر خوش ضرور ہے۔ پہلے تو صرف سپاہ صحابہ کے رہنما اور کارکن ہی ہدف تھے مگر اب کوئی بھی محفوظ نہیں۔ تبلیغی جماعت کے انتہائی بے ضرر کارکن کراچی میں مظالم کا شکار ہیں اور اب تک ۱۴ آدمی شہید ہو چکے ہیں لیکن قاتل حکومت کی گرفت میں نہیں آرہے۔ گورنر پنجاب کا یہ کہنا ہے کہ "سپاہ صحابہ کسی مسلک اور عقیدہ کی نمائندہ نہیں اور اسے کسی کی تائید حاصل نہیں" واضح جانبدارانہ بیان ہے اور مخالفوں کو شہہ دینے کے مترادف ہے۔ انہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ سپاہ صحابہ تنہا نہیں ہے۔ ان کی کسی پالیسی سے تو اختلاف ہوسکتا ہے۔ مشن سے نہیں۔ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں شیعوں کے مرکز پر دو ناکام آپریشن اور پھر اسلحہ کی دلیرانہ نمائش خصوصاً راکٹ لانچر والے شیعہ کارکن کی اخبارات میں تصویر کی اشاعت کے بعد گورنر کا اعتراف مجبوری جانبداری کا کھلا ثبوت ہے۔ قانون کی کس شق کے تحت ایک شرپسند مسلح گروہ کو ڈھیل دی گئی ہے؟ شواہد کی بنیاد پر ہمارے اس خدشہ کو تقویت ملتی ہے کہ پاکستان کے موجودہ حکمران تمام دینی طبقات کو یہودی و نصرانی تہذیب و ثقافت کے نفاذ کے راستے میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ ان تخریبی سرگرمیوں کے سدّ باب کے لئے کچھ نہیں کر رہے تاکہ لوگ مذہب اور مذہبی رہنماؤں سے بیزار ہو جائیں۔ اور پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کی راہ ہموار ہو جائے۔

حضرت پیر جی کا قتل بھی سبائی اور رافضی سازشوں کا شاخسانہ ہے۔ وہ اپنے شہر میں ایک شریف النفس، بے ضرر اور سب کے لئے قابل قبول شخصیت تھے۔ مجلس احرار میں ہوتے ہوئے بھی وہ ہر مشکل وقت اور آزمائش میں تمام ہم مسلک تنظیموں کی سرپرستی فرماتے۔ یہی ان کا جرم تھا جس کی انہیں سزا دی گئی۔ قتل و غارت کا یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا اور مستقبل میں اس کے کیا بھیانک نتائج نکلیں گے؟ کیا اس کی زد میں صرف علماء ہی آئیں گے اور آپ بچ جائیں گے؟ حکمران اور قاتلوں دونوں کے لئے یہ سوالات قابلِ غور ہیں۔